زمانہ نابالغی کا نکاح اور لڑکی کا حق فسخ معاصر علماء کی نظر میں

مذکورہ بالا مسئلہ کے حوالہ سے درج ذیل استفسار علماء کرام کو ارسال کیا گیا تھا جس کے مختصر جوابات نذر قارئین ہیں......

زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے اس کی نابالغی کے زمانہ میں کر دیا، لیکن لڑکی اس نکاح سے مطمئن اور خوش نہیں ہے تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں باپ اور دادا کے کئے ہوئے نکاح اور دوسرے اولیاء کے کئے ہوئے نکاح کے حکم میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

حنفیہ کے نزدیک چونکہ ہر ولی اپنی زیر ولایت نابالغ لڑکی کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اس لئے ان حضرات کے نزدیک ولایت کی دو قسمیں ہیں: ولایت اجبار اور ولایت الزام۔

ولایت اجبار سے مراد یہ ہے کہ وہ نابالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر سکتا ہے، یہ ولایت ہر ولی کو حاصل ہے۔ ولایت الزام سے مراد ایسی ولایت ہے کہ جس کو ولایت اجبار تو حاصل ہو ہی، بالغ ہونے کے بعد بھی اس کا کیا ہوا نکاح نا قابل رد ہو۔ یہ ولایت صرف باپ اور دادا کو حاصل ہے، لہذا باپ اور دادا اگر فاسق متہتک یا اپنے اختیارات کے غلط استعمال میں معروف نہ ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہوگا۔ اور اگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور ولی نے لڑکے یا لڑکی کا نابالغی کے زمانہ میں نکاح کیا تو یہ نکاح اس پر لازم نہ ہوگا، بلکہ بالغ ہونے کے بعد اس کو اس نکاح کے باقی رکھنے اور ختم کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا، اسی کو فقہاء خیار بلوغ سے تعبیر کرتے ہیں (فتح القدیر ۳/ ۲۷۸)

یہ تفصیل حنفیہ کی رائے پر ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک باپ کے علاوہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک باپ اور دادا کے علاوہ دوسرا ولی نکاح نہیں کر سکتا (رحمۃ الامۃ/ ۲۶۵) اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے اولیاء کو بھی ولایت الزام حاصل ہے اور ان کا کیا ہوا نکاح لازم ہے (الجامع الصغیر مع النافع الکبیر امام محمد/ ۱۷۱)......خالد سیف......

اگر باپ، دادا نے اپنی نابالغ لڑکی، لڑکے، یا پوتی، پوتے کا نکاح کیا ہے اور وہ فاسق متہتک یا معروف بسوء الاختیار (فاسق متہتک اور معروف بسوء الاختیار کی تشریح آگے آرہی ہے) نہیں ہیں تو یہ نکاح لازم ہو گیا کہ اب انہیں (منکوحات کو) بالغ ہونے کے بعد بھی فسخ کا اختیار نہیں ہوگا، لیکن ان دو (باپ

،دادا) کے علاوہ کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے تو بلوغ کے بعد انہیں اس نکاح کے باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار رہوگا، جیسا کہ فقہ حنفی کی تقریبا تمام اہم ومعتبر کتابوں میں مذکور ہے، مثلا عالمگیری (۱/۵۸۵) میں ہے:

فإن زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما، وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ ،هذا عند ابى حنيفة و محمد ويشتر ط فيه القضاء . (مولانا برہان الدین سنبھلی)

اگر نابالغی میں لڑکی کے ولی نے لڑکی کا نکاح کرادیا تو دیکھا جائے گا کہ ولی کون ہے؟ باپ دادا کے علاوہ کسی نے نکاح کرایا ہے اور لڑکی اس نکاح سے خوش نہیں ہے تو جیسے ہی بالغ ہو وہ اس نکاح کو فسخ کردے اور اس پر کسی کو گواہ بنالے۔ اگر اس نے دیر کی یا اسے مسئلہ معلوم نہ تھا، کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا تو اختیار جاتا رہا۔ اور اگر باپ یا دادا نے کرایا تو ان کی شفقت بچوں پر اعلی درجہ کی ہوتی ہے، اس بنا پر وہ کوئی کام بچوں کے لئے نقصان دہ یا باعث ایذا نہیں کرسکتے ، بالعموم یہ وہی کام کرتے ہیں جو بچوں کے حال اور مستقبل کے لئے بہتر اور مصلحت پر مبنی ہوتا ہے، اگر باپ یا دادا نے نکاح غبن فاحش کے ساتھ کرایا یا ان کا سوء اختیار مشہور ہے، یا کسی دلیل سے ثابت ہوگیا تو وہ بھی منعقد نہیں ہوگا۔ ماجن وہ شخص ہے جو اپنے کاموں کے صحیح یا غلط ہونے کی پرواہ نہیں کرتا، نہ اسے اپنی بات کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ اس کی پرواہ ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ (مفتی محبوب علی وجیہی)

اگر صغیر وصغیرہ کا نکاح باپ یا دادا کے ماسوا نے کردیا ہے تو ان دونوں کو بعد البلوغ خیار ہوگا۔

واذا زوج الصغير والصغيرة غير الاب والجدثم بلغا فلهما الخيار عند ابى حنيفة ومحمد وفى الخانية وقال ابو يوسف لا خيار لهما (تاتارخانیہ ۳/۲۶) **اذا زوجهاغير الاب والجد فلهاالخيار** (بدائع الصنائع ۲/۳۱۵)۔

مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ماسوا باپ ودادا کے کئے ہوئے نکاح پر بعد البلوغ خیار حاصل ہوگا، لیکن فقہاء کی نصوص کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے نکاح پر بھی خیار حاصل ہوگا چند شرطوں کے ساتھ:

۱۔ باپ ودادا عقد سے پہلے سوء الاختیار میں معروف ہوں، ۲۔ ان دونوں میں سکر ہو اور ان کے جنون کا فیصلہ بھی ہو چکا ہو، اس کے شادی کردینے کی وجہ سے بغیر مہر مثل کے یا کسی فاسق سے یا غیر کفو سے (دیکھئے:

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۴/۳۳)۔

بہر کیف باپ یا دادا کے کیے ہوئے نکاح سے مطمئن اور خوش نہ رہنے کی صورت میں وہ بذریعہ قاضی فسخ نکاح کرا سکتی ہے۔خون دیکھتے ہی وہ عقد نکاح کو فسخ کر دے گی اور اپنے آپ کو مختار بنالے گی، پھر قاضی باہم تفریق کر دے گا۔

فمجرد ان تری الصغیرۃ تشہد انہا فسخت العقد واختارت نفسہا ثم یفرق القاضی بینہما (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۴/۳۳)حتی لو سکتت کما بلغت وھی بکر بطل خیارھا(تاتارخانیہ ۳/۲۶)۔

زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے اس کی نابالغی کے زمانہ میں کر دیا لیکن لڑکی اس نکاح سے مطمئن وخوش نہیں ہے،تو اگر یہ نکاح باپ ودادا کا کرایا ہوا ہے تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی ،یہ نکاح لازم ہوجائے گا،اگر چہ مہر میں کمی وزیادتی کے ساتھ ہوا اور غیر کفو میں ہو۔

اور اگر باپ ودادا کے علاوہ دوسرے کسی ولی نے نابالغی کے زمانہ میں نکاح کر دیا تو لڑکی اس نکاح سے مطمئن وخوش نہ ہونے کی صورت میں بلوغ کے بعد اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے،اور اگر یہ نکاح غیر کفو میں ہو یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ ہو تو صحیح نہ ہوگا،نہ لازم ہوگا،اور نہ بلوغ کے بعد مرضی پر موقوف ہوگا(درمختار ۲/۳۲۹۔۳۳۳)۔(مولانا ابوسفیان مفتاحی)

نابالغ کے نکاح کا حکم اور خیار بلوغ:

نابالغہ لڑکی کے نکاح کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

ا۔پہلی صورت میں جبکہ زیر ولایت نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ دادا نے کیا تو یہ نکاح شرعا نافذ اور لازم قرار پائے گا،اور بلوغ کے بعد بھی لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا،وہ اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ان دونوں کا کیا ہوا نکاح اسی طرح لازم ہوگا جس طرح بالغ ہونے کی حالت میں خود اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ باپ دادا دونوں رائے اور عقل کے اعتبار سے پختہ اور کامل ہوتے ہیں،ان دونوں کی شفقت بھی کامل اور پوری ہوتی ہے،اس لئے ان کے نکاح کو رد نہیں کیا جاسکتا ہے،الا یہ کہ دونوں معروف بسوء الاختیار ہوں۔ہدایہ میں ہے:

فان زوجہما الاب والجد یعنی الصغیر والصغیرۃ فلا خیار لہما بعد بلوغہما لانہما کاملا الرای ،وافرا الشفقۃ،فیلزم العقد بمباشرتہما کما اذا باشراہ برضاہما بعد

البلوغ (ہدایہ مع الفتح ۳/ ۲۷۷، فتاوی ہندیہ ۱/ ۲۸۵، درمختار ۲/ ۳۰۴)۔

البتہ اگر ولی مجبر یعنی باپ یا دادا معروف بسوء الاختیار ہوں، اور یہ ثابت ہوجائے کہ زیر ولایت نابالغہ لڑکی کے نکاح میں ان دونوں نے اپنی بیوقوفی یا طمع ولالچ کی وجہ سے اپنے اختیار اور ولایت کا غلط استعمال کیا تو پھر ان کا کیا ہوا نکاح درست نہیں ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی نے تحریر فرمایا ہے:

حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه اولطمعه لا یجوز عقده اجماعا (ردالمحتار ۲/ ۳۰۴)۔

۲۔ دوسری صورت میں جبکہ نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ، دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کردیا اور لڑکی اس نکاح سے راضی اور مطمئن نہیں ہے تو ایسی صورت میں لڑکی کو بالغ ہونے پر خیار بلوغ حاصل ہوگا، اگر وہ چاہے تو اس نکاح کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو رد کردے، مگر خیار بلوغ کی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، قضاء قاضی کے بغیر نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

ہدایہ میں ہے: اور اگر نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کیا تو ایسی صورت میں ان دونوں میں سے ہر ایک کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، اگر وہ چاہیں تو نکاح کو قائم رکھیں اور اگر چاہیں تو نکاح فسخ کردیں، امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کا یہی مسلک ہے (ہدایہ مع الفتح ۳/ ۲۷۸، نیز فتاوی ہندیہ / ۲۸۵)۔ (مفتی نسیم احمد قاسمی)

نابالغی کے زمانہ کا نکاح اگر باپ، دادا نے کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو فسخ کا اختیار نہیں، اور دوسرے اولیاء نے کیا ہو تو فسخ کا اختیار ہے (ملاحظہ ہو: فتاوی ہندیہ ۱/ ۲۸۵، ہدایہ ۲/ ۳۱۷)۔ (مفتی جمیل احمد نذیری)

زیر ولایت صغیرہ وصغیر کا نکاح اگر اس کے باپ دادا نے کیا ہو تو عام حالت میں بعد بلوغ خیار بلوغ نہیں حاصل ہوتا اور ایسے نکاح کو فسخ نہیں کرایا جاسکتا۔ ہاں باپ دادا کے سوا دوسرے اولیاء کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ حاصل ہوگا اور ایسے نکاح کو فسخ کرایا جاسکتا ہے۔ (مولانا نازبیر احمد قاسمی)

حنفیہ کے نزدیک نابالغ لڑکی کا نکاح اگر باپ دادا نے کرایا ہو تو بالاتفاق اس کو فسخ نکاح کا حق نہیں ہوگا، باپ دادا کے علاوہ کسی نے نکاح کرایا ہو تو خیار بلوغ حاصل ہوگا (ہدایہ مع الفتح ۳/ ۲۷۷، ۲۷۸) (مولانا محمد رضوان القاسمی)

لایلدغ المومن من جحر مرتین، عاقل یک بار فریب می خورد، مومن از یک سوراخ دو بار گزیدہ نمی شود

صغیر یا صغیرہ کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کر دیا گیا تو ان کو بلوغت کے بعد خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے، یعنی ان کو اختیار ہے کہ نابالغی کے زمانہ میں ولی کے منعقد کردہ نکاح کو فسخ کر دیں یا برقرار رکھیں یعنی فسخ نہ کریں لیکن خیار بلوغ اس وقت حاصل ہوگا جب کہ باپ یا دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے ان کا نکاح کرایا ہو، لہٰذا اگر باپ یا دادا نے نکاح کرایا ہو تو صغیر وصغیرہ کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ باپ اور دادا کامل الرائے اور کامل الشفقت ہیں جبکہ دیگر اولیاء ناقص الشفقت ہیں (ہدایہ ۲/ ۲۹۷ کتاب النکاح، فتاوی ہندیہ ۱/ ۳۰۴، کفایت المفتی ۵/ ۴۶۔ ۴۷)۔ (مفتی حبیب اللہ قاسمی)

خیار بلوغ:

نابالغ لڑکے اور لڑکی پر باپ اور دادا کو ولایت اجبار حاصل ہے، اس لئے اگر باپ یا دادا کا کیا ہوا نکاح ہو تو بالغ ہوتے وقت ان دونوں کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل نہ ہوگا، یعنی خیار بلوغ نہیں ملے گا۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ باپ یا دادا جس نے نکاح کرایا، لاپرواہی اور فسق کی وجہ سے سوء اختیار میں معروف نہ ہوں، اگر ان کا سوء اختیار معروف ہو اور نکاح غیر کفو یا مہر مثل میں نہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا (رد المحتار ۳/ ٦٦)۔

علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ باپ یا دادا کے معروف بسوء الاختیار کی صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا۔ لیکن فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا، البتہ دونوں میں تفریق کردی جائے گی۔ شیخ ابوزہرہ نے اپنی معروف کتاب ''الاحوال الشخصیۃ،، کے حاشیہ پر یہ فیصلہ لکھا ہے کہ فتاوی ظہیریہ کی بات برحق ہے (الاحوال الشخصیۃ لابی زہرہ حاشیہ/ص ۱۱۹، ۱۲۰)۔

میری بھی یہی رائے ہے کہ باپ یا دادا اگرچہ سوء اختیار میں معروف ہوں تاہم حق ولایت حاصل ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ یہ نکاح لڑکی کے حق میں نامناسب اور اس کے مفاد کے خلاف ہوا ہے اس لئے لڑکی کے عدم رضا اور غیر مطمئن ہونے کی وجہ سے دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔

لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ نظام قضاء موجود ہو، جہاں نظام قضاء نہ ہو ایسی جگہوں کے لئے سوء اختیار پائے جانے کی صورت میں سرے سے نکاح غیر معتبر سمجھا جائے گا اور درست نہ ہوگا۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ باپ یا دادا کے علاوہ دیگر اولیاء نے اگر صغیر یا صغیرہ کا نکاح کر دیا ہے تو بلوغ کے وقت انہیں خیار حاصل ہوگا، لیکن باپ یا دادا نے نکاح کر دیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں

گی، اگر باپ یا دادا جنہوں نے نکاح کرایا ہے سوء اختیار میں معروف نہ ہوں تو صغیر یا صغیرہ کو بلوغ کے وقت خیار بلوغ حاصل نہ ہوگا، لیکن اگر سوء اختیار میں معروف ہوں تو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ (مولانا ظفر عالم)

زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے اس کی نابالغی کے زمانے میں کر دیا، لیکن لڑکی اس نکاح سے مطمئن اور خوش نہیں ہے تو باپ، دادا کا کیا ہوا نکاح وہ فسخ نہیں کرا سکتی۔ اور باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء کا نکاح لڑکی بالغ ہوتے ہی رد کر سکتی ہے، اور اگر بالغ ہوتے ہی رد نہیں کیا تو بعد میں رد نہیں ہوگا (دیکھئے فتح القدیر ۳/۱۷۵)۔ (مفتی شیر علی)

نابالغی میں سرپرستوں کا کیا ہوا نکاح:

نابالغ لڑکے لڑکی کا نکاح اگر باپ دادا نے کیا ہے تو وہ لازم ہے، اس میں کسی قسم کا خیار باقی نہیں، اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور شرعی ولی نے کیا تو اس میں خیار بلوغ حاصل ہے (فتاوی محمودیہ ۳/۳۷۰)۔

قاضی خاں نے فرمایا: بچہ بچی جب بالغ ہوگئے اور ان کا نکاح باپ دادا نے کیا تھا تو ان دونوں کو اختیار نہیں، باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء کے کئے ہوئے نکاح میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ان کو خیار بلوغ حاصل ہے۔

واذا بلغ الصغیر والصغیرۃ وقد زوجھما الاب اوالجد لاخیار لھما، ولھما خیار البلوغ فی نکاح غیر الاب والجد عند ابی حنیفۃ ومحمد (فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ۱/۳۸۵، فتاوی ہندیہ ۱/۲۸۵)۔ (مفتی عبد الرحیم قاسمی)

ولی کی ولایت میں کئے ہوئے نکاح کا حکم:

باپ دادا اور دوسرے اولیاء کے کئے ہوئے نکاح کے حکم میں فرق ہے، چنانچہ:

۱۔ اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ یا دادا کریں تو نہ صرف یہ کہ نکاح منعقد ہو جائے گا بلکہ لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہ ہوگا، چاہے نکاح کفو میں کیا ہو یا غیر کفو میں، اور خواہ غبن فاحش کے ساتھ کیوں نہ کیا ہو۔

البتہ اس حکم سے دو صورتیں مستثنی ہیں، ان دو صورتوں میں غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ باپ دادا بھی نکاح کریں تو منعقد نہ ہوگا:

۱۔ باپ یا دادا کی شہرت سیئی الاختیار یا فاسق متہتک کی حیثیت سے ہو۔

۲۔ نشہ کی حالت میں نکاح کیا ہے۔ لیکن یہ تفصیل امام صاحب کے یہاں ہے، صاحبین کے نزدیک اگر غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کیا ہو تو مطلقا منعقد نہ ہوگا۔

۲۔اگر باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے عقد کیا تو مہر مثل کے ساتھ کفو میں نکاح منعقد ہو جائے گا ،لیکن بلوغ کے بعد لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار (خیار بلوغ) رہے گا۔

اور اگر غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ عقد کیا تو سرے سے منعقد ہی نہ ہوگا۔

امام ابو یوسف کے نزدیک دوسرے اولیاء کا حکم بھی باپ دادا ہی کی طرح ہوگا،اور لڑکی کو حق فسخ نہیں رہے گا (ان تمام مسائل کی تفصیل کے لئے دیکھئے: البحر الرائق ۳/ ۱۳۵، ردالمحتار ۲/ ۳۱۲، ہدایہ ۳/ ۱۷۱، ہندیہ ۱/ ۲۸۷، المغنی ۷/ ۳۸۲)۔

(مولانا راشد حسین ندوی)

نابالغہ لڑکی کا نکاح اور اولیاء میں فرق مراتب:

اگر زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے اس کی نابالغی کے زمانہ میں کردیا،لیکن لڑکی اس نکاح سے مطمئن اور خوش نہیں ہے تو اسے اس نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار اسی صورت میں حاصل ہوگا کہ اس کا یہ نکاح باپ یا دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کرایا ہو (البحر الرائق ۳/ ۱۲۰، ہدایہ/ ۲۹۷)۔

اور اگر اس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں اس کے باپ یا دادا نے کرایا ہے تو اسے اختیار فسخ حاصل نہیں (ہدایہ/ ۲۹۷)

امام مالکؒ کے نزدیک نابالغہ لڑکی کے نکاح کا حق صرف اس کے باپ کو حاصل ہے، دادا یا کسی دوسرے ولی کو اختیار حاصل نہیں ۔اور امام شافعیؒ کے نزدیک باپ اور دادا دونوں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار ہے ،دوسرے اولیاء کو نہیں (دیکھئے: ہدایۃ المجتہد ۲/ ۸)۔

بعض علماء اختیارِ فسخ کے قائل نہیں:

مثلاً مولانا عبد الحنان کہتے ہیں: نابالغ لڑکے اور لڑکی پر باپ دادا کو کامل شفقت ہوتی ہے اور قرب قرابت کی وجہ سے ولایت ملزمہ حاصل ہوتی ہے۔لڑکا لڑکی بالغ ہونے کے بعد باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرانے کا حق نہیں رکھتے، البتہ بے وقوفی یا لالچ کی وجہ سے باپ دادا کا سوء اختیار معلوم ہو جائے تو وہ نکاح بالاتفاق جائز نہیں ہے۔اور باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء کو صغیر صغیرہ پر شفقت ناقص اور بعد قرابت کی وجہ سے ولایت ملزمہ حاصل نہیں ہے۔ بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ کی وجہ سے اگر اس نکاح میں ان کو بھلائی معلوم ہوتی ہو تو اس نکاح کو باقی رکھیں ورنہ فسخ کرنے کا اختیار ہے،اور فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی ضروری ہے (ہدایہ ۲/ ۳۱۷، فتاوی شامی ۳/ ۶۶۔۶۷)۔

وقت محنت می بری زاللہ بو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

مفتی محمد احسان صاحب لکھتے ہیں:

زیرولایت لڑکی کا نکاح کرنے والا ولی اگر باپ یا دادا میں سے کوئی ہو اور وہ سوء اختیار کے ساتھ معروف نہ ہو تو یہ نکاح لازم ہوجائے گا، ایسی صورت میں باپ داد کی یہ ولایت اجبار سے آگے بڑھ کر ولایت الزام ہوگی اور اس لڑکی کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا کوئی اختیار نہ ہوگا، اس لئے کہ باپ اور دادا میں شفقت تامہ پائی جاتی ہے اور جب باپ دادا میں ولی بننے کی اہلیت وشرط موجود ہے تو وہ کامل الرائے بھی ہیں، اس لئے اگر غبن فاحش کے ساتھ یعنی مہر میں کمی کے ساتھ یا غیر کفو میں بھی نکاح کردیں تب بھی یہ کہا جائے گا کہ بظاہر جو چیز نقصان دہ نظر آرہی ہے لامحالہ باپ دادا میں اہلیت ہی نہ ہو کہ وہ ولی بن سکیں بایں طور کہ سکران یا مجنون ہوں یا سوء اختیار کے ساتھ معروف ہوں اور اس کے باوجود کفو میں نکاح کردیں تو بھی کوئی ضرر نہیں اور نکاح لازم ہی ہوگا، البتہ اگر جنون یا سوء اختیار کے ساتھ معروف ہونے کی حالت میں غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں نکاح کردیں تو یہ نکاح درست نہیں، یعنی نکاح منعقد تو ہوگا لیکن لازم نہ ہوگا، اور صغیرہ کو بلوغ کے وقت اس نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار ہوگا (الدرالمختار مع ردالمحتار ۳/ ۶۷)۔

اور اگر زیرولایت لڑکی کا نکاح باپ یا دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کیا ہو تو اگر وہ نکاح کفو میں کیا گیا ہے تو وہ نکاح درست ہوگا، لیکن چونکہ باپ دادا کے علاوہ اولیاء میں اس درجہ کی شفقت نہیں ہوتی اس لئے اس لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد نکاح کو فسخ کرالینے کا اختیار ہوگا، اور اگر وہ نکاح غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں کیا گیا ہو تو وہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔

ان کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب وابیہ ولوالام الخ. لایصح النکاح من غیر کف ء اوبغبن فاحش اصلا(الدرالمختار)وقال فی ردالمحتار تحتہ :ای لا لازما ولا موقوفا علی الرضا بعد البلوغ الخ ولیس للتزویج من غیر کف ء حیلۃ کما لا یخفی (فتاوی شامی ۳/ ۶۷۔۶۸، الہندیہ ۱/ ۲۸۵، البحر ۳/ ۱۳۴)۔

مولانا ارشاد احمد اعظمی کہتے ہیں:

نکاح کی اصل عمر بلوغ ہے جن کی طرف نصوص شرعیہ میں اشارات بھی موجود ہیں، لیکن صغرسنی میں ضرورت پڑنے پر اسلام نے شادی سے منع نہیں کیا ہے۔

فقہاء احناف کا خیال ہے کہ باپ اور دادا اگر معاملات میں بے احتیاطی کے لئے مشہور نہ ہوں اور لالچ یا

کم عقلی کے باعث اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہ کریں اور نہ ہی حالت نشہ میں ہوں تو اپنی نابالغ اولاد کے نکاح کے لئے مکمل اختیار رکھتے ہیں، ایسی شادی اولاد بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں کراسکتی، کیونکہ یہ عقد وفور شفقت اور کمال رائے پر مبنی ہے، لیکن باپ دادا کے علاوہ دوسروں کو یہ حق اس وقت حاصل ہوگا جب کفو کی رعایت کی گئی ہو، اس کے بعد بھی لڑکا یا لڑکی اس عقد سے مطمئن اور خوش نہیں ہیں تو بالغ ہونے کے ساتھ شرعی عدالت کے ذریعہ اس کو فسخ کراسکتے ہیں۔ باپ ودادا اگر غلط انتخاب کے لئے بدنام ہیں یالالچ یا کم عقلی میں نابالغ اولاد کا نکاح نامناسب جگہ کردیں یا نشہ کے عالم میں کسی فاسق، شریر، مفلوک الحال یا حقیر پیشہ سے بیاہ دیں تو نکاح درست نہیں ہوگا (ردالمحتار ۳/ ۶۷)

مولانا محمد ابوالحسن علی

باپ اور دادا جو اولاد پر انتہائی شفیق ہوتے ہیں اور جن کو ولایت تامہ حاصل ہوتی ہے، اگر وہ لڑکی کے مصالح کو پس پشت ڈالدیں تو بعض صورتوں میں ان کا کیا ہوا نکاح بھی باطل ہوجاتا ہے، تو ان کے سوا دوسرے رشتہ دار مثلاً، چچا، بھائی یا وہ جن کو ولایت بعیدہ حاصل ہے، اگر ایسا نکاح کردیں تو بدرجہ اولی ناجائز نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردیں یا نقصان ظاہر کے ساتھ نکاح کرائیں تو ایسا نکاح باطل ہوگا ۔صاحب درمختار لکھتے ہیں۔

وانہ ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد ولوالام اوالقاضی لایصح النکاح من غیر کفء اوبغبن فاحش اصلا (درمختار ۳/ ۶۶۔۶۷)

خیار بلوغ کا مسئلہ: مولانا خورشید انور اعظمی کہتے ہیں:......

اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ دادا نے کیا ہے اور وہ لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو اسے خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا، لیکن اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے اس کا نکاح کیا ہے تو اس کو اختیار ہوگا کہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح کو باقی رکھے یا قاضی کے ذریعہ فسخ کرادے۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے: واذا بلغ الصغیر اوالصغیرۃ وقد زوجھما الاب اوالجد لاخیار لھما، ولھما خیار البلوغ فی نکاح غیر الاب والجد عند ابی حنیفۃ ومحمد، وقال ابویوسف: لاخیار لھما (فتاوی قاضی خاں ۱/ ۱۶۴، نیز فتاوی عالمگیری ۱/ ۲۸۵، البحر الرائق ۳/ ۱۲۰)۔

مولانا محمد روح الامین کی رائے یہ ہے کہ:

مالک الملک ست ہر کش سر نہد	بے جہان خاک صد مکلش دہد

بلوغ سے قبل اگر لڑکی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے کر دیا تو بلوغت کے بعد لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہوگا، البتہ اگر باپ یا دادا نے نکاح کرایا تو اس صورت میں تھوڑی سی تفصیل یہ ہے کہ باپ یا دادا معروف بسوء الاختیار نہ ہوں یعنی لڑکی کے مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کرائے، لیکن اگر لڑکی کے مصالح اور اس کی بھلائی کا خیال نہیں رکھا بلکہ اپنے مفاد کو سامنے رکھ کر نکاح کرایا تو ایسی صورت میں وہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے:

وللولی نکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا......ولزم النکاح ولو بغبن فاحش......او زوجھا بغیر کفء ان کان الولی ......ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار مجانا او فسقا وان عرف لایصح النکاح اتفاقا (الفتاوی الشامیۃ ۳/۶۵)۔

اور جیسا کہ عالمگیری میں ہے:

وان زوجھما الاب والجد فلا خیار لھما بعد بلوغھما وان زوجھما غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام وان شاء فسخ وھذا عند ابی حنیفہ ومحمد رحمھما اللہ ویشترط فیہ القضاء (فتاوی عالمگیریہ ۱/۲۸۵)۔

صغیر اور صغیرہ کا نکاح:

اس بارے میں مولانا محمد ثناء الہدی قاسمی کہتے ہیں کہ:

شریعت نے ولی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے زیر ولایت لڑکے اور لڑکی کا نکاح ان کی بلوغت سے قبل بھی کر سکتے ہیں اور اس مسئلہ میں انہیں زیر ولایت صغیر اور صغیرہ کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ صغر سنی کی وجہ سے ان کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے، ہدایہ میں ہے:

ویجوز نکاح الصغیر والصغیرۃ اذا زوجھما الولی بکرا کانت الصغیرۃ او ثیبا (ہدایہ: باب فی الاولیاء ۲/۲۹۵)۔

صغیر اور صغیرہ کا نکاح جب ان کا ولی کر دے تو جائز ہے خواہ وہ صغیرہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔

درمختار میں ہے: **وللولی نکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا** (الدر المختار علی ہامش رد المختار ۲/۴۱۷)۔

ولی کو صغیر اور صغیرہ کا جبرا نکاح کر دینے کا حق ہے خواہ وہ ثیبہ ہی کیوں نہ ہوں۔

نابالغ بچوں کے نکاح کے ولی کون ہوں گے اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، امام مالک اور مشہور قول کے

مطابق امام احمد کے نزدیک نابالغ بچوں کا نکاح صرف باپ ہی کرسکتا ہے، امام شافعی باپ کے ساتھ دادا کو بھی یہ حق دیتے ہیں، احناف کے یہاں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا، تمام اولیاء کو علی الترتیب یہ حق حاصل ہے لیکن باپ اور دادا کے کئے ہوئے نکاح اور دوسرے اولیاء کے کئے ہوئے نکاح کے حکم میں فرق ہے، امام صاحب کے نزدیک اگر نکاح باپ یا دادا نے کیا ہو تو یہ نکاح حتمی طور پر نافذ رہے گا، اور عورت کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ دونوں ولی قرابت قریبہ کی وجہ سے وافر الشفقہ ہوتے ہیں، شرط صرف اتنی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے غلط اور ناروا استعمال کے لئے مشہور نہ ہوں، اور نشہ کی حالت میں اسے انجام نہ دیا ہو۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

فان زوجهما (ای الصغیر و الصغیرة) الاب و الجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما (فتاوی ہندیہ)۔

اگر دونوں یعنی صغیر اور صغیرہ کا نکاح باپ یا دادا کرے تو انہیں خیار بلوغ نہیں ہوگا۔

الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں ہے:

اذزوجهما الاب و الجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما بشر طین :ان لا یکون معروفا بسوء الاختیار قبل العقد وثانیهما ان لا یکون سکران (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۴/۳۰)۔ صغیر اور صغیرہ کا نکاح باپ دادا کے علاوہ دوسرے اولیاء نے کیا ہو یا باپ دادا ہی نے کیا ہو لیکن وہ معروف بسوء الاختیار یا نشہ باز ہو تو ان دونوں کو خیار بلوغ ملے گا، اگر چاہیں تو بلوغت کے بعد نکاح کو باقی رکھیں اور چاہیں تو قاضی کے ذریعہ فسخ کرادیں، اس لئے کہ باپ دادا میں معروف بسوء الاختیار یا نشہ بازی کی وجہ سے اور دیگر اولیاء میں قرابت بعیدہ کی وجہ سے ممکن ہے کہ انہوں نے یہ رشتہ کسی ذاتی مفاد کے حصول کے لئے کیا ہو، ایسے میں دونوں کو خیار بلوغ دے کر شریعت بڑے مفاسد کا سد باب کرنا چاہتی ہے تا کہ وہ اپنے اختیار کا استعمال کر کے امساک بالمعروف یا تسریح بالاحسان پر عمل کرسکیں اور ان کی رضا بھی اس اہم معاملہ میں شامل ہو جائے جسے انہیں زندگی بھر برتنا ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے:

وان زوجهما غیر الاب و الجد فلکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح و ان شاء فسخ ویشترط فیه القضاء (فتاوی ہندیہ ۱/۳۰۴)۔

اگر باپ دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ان کا نکاح کردے تو دونوں کو بعد البلوغ اختیار ہوگا چاہے تو نکاح پر قائم رہے یا چاہے تو فسخ کردے، لیکن اس میں قضا شرط ہے۔

مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے، جب وہ ختم ہوئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے

بعض صاحب نظر معاصر علماء کا خیال ہے کہ مطلقا اولیاء کے ذریعہ کئے گئے نکاح میں (خواہ باپ دادا نے ہی کیا ہو) خیار بلوغ ملنا چاہئے جیسا کہ قاضی شریح کی رائے ہے اور دوسرے قرائن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اذزوج الرجل ابنه اوبنته فالخیار لهما اذا شبا (مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۴۱)۔

جب ایک شخص اپنے بیٹا یا بیٹی کا نکاح کردے تو دونوں کو جوان ہونے کے بعد خیار حاصل ہوگا۔

یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ فقہ کی متداول اور عام کتابوں میں قاضی شریح کی اس رائے کو ان کی عبقریت وعظمت کے باوجود مستدل نہیں بنایا گیا ہے اور باپ دادا اور دیگر اولیاء کے درمیان تفریق کی گئی ہے، اس کا واضح اور صاف مطلب یہ ہے کہ مفتی بہ قول وہ نہیں ہے، اس کے علاوہ اگر باپ دادا کو بھی عام اولیاء کے خانہ میں ڈال دیا جائے گا اور ان کے کئے ہوئے نکاح کو بھی کلیۃ لازم نہیں مانا جائے گا تو ان کی شفقت اور فطری طور پر بچوں کے تئیں ان کی محبت پر سوالیہ نشان لگ جائے گا، پھر فسخ نکاح سے سماج میں ان کی ہتک عزتی ہوگی، ان اندیشوں کی وجہ سے کوئی باپ دادا بڑے اچھے رشتے ملنے پر بھی نکاح صغیر وصغیرہ کی ہمت نہیں کرے گا۔

مولانا عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں:.......

''الحیلۃ الناجزۃ،، میں ہے: اگر باپ نابالغ کا نکاح کردے تو وہ نکاح لازم ہوجاتا ہے یعنی بلوغ کے بعد بھی لڑکے لڑکی کو اس کے فسخ کرانے کا اختیار نہیں رہتا، خواہ کفو میں نکاح کیا ہو یا غیر کفو میں اور مہر مثل مقرر رہو ہو یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کیا ہو۔ مگر غیر کفو کے ساتھ اور غبن فاحش پر نکاح کے صحیح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں:

اول یہ کہ وہ شخص نکاح کرنے کے وقت ہوش وحواس سالم رکھتا ہو، پس اگر نشہ کی حالت میں ایسا کیا تو نکاح باطل ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ معروف بسوء الاختیار نہ ہو، یعنی اس کے قبل کوئی واقعہ ایسا نہ ہوا ہو، جس کی بنا پر عموما خیال ہوجاوے کہ یہ شخص معاملات میں لالچ وغیرہ کی وجہ سے مصلحت اور انجام بینی کو مدنظر نہیں رکھتا، پس اگر کوئی شخص لالچ اور ناعاقبت اندیشی کے سبب بدتدبیری میں معروف ومشہور ہو وہ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کردے یا مہر میں غبن فاحش کرے تو وہ نکاح بھی بالکل باطل ہے، اور فاسق متہتک یعنی بے باک اور بے غیرت ہو، وہ بھی سیئ الاختیار کے حکم میں ہے......اور جب باپ نہ ہو تو دادا ولی ہوتا ہے

،اور دادا جو نکاح کرے اس میں وہی تفصیل ہے جو باپ کے متعلق گذر چکی ہے۔

"اور دادا کے بعد بھائی، چچا وغیرہ کو بہ ترتیب ولایت کا حق پہنچتا ہے، مگر وہ باپ دادا کے برابر نہیں، بلکہ ان کا حکم جدا ہے، یعنی اگر باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کردے یا مہر غبن فاحش کے ساتھ مقرر کردے تب تو نکاح بالکل ہی نہیں ہوتا، خواہ اس نے نہایت ہی خیر خواہی سے ایسا کیا ہو، اور اگر کفو کے ساتھ مہر مثل پر کیا ہو تو اس وقت نکاح صحیح تو ہوجاتا ہے لیکن لازم نہیں ہوتا، یعنی لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے پر اختیار ہوتا ہے کہ اس نکاح کو باقی رکھیں یا فسخ کرالیں (الحیلۃ الناجزۃ/۱۹۵،۱۹۶)

ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی لکھتے ہیں:......

زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے سن بلوغ سے پہلے کردیا لیکن لڑکی اس نکاح سے مطمئن اور خوش نہیں ہے تو وہ سن بلوغ کے فورا بعد فسخ کراسکتی ہے۔

اس سلسلہ میں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوتا ہے، بالغ ہونے کے بعد بھی اسے فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ولی نابالغہ کا نکاح کرے تو بالغ ہوتے ہی اسی نشست میں فسخ کرسکتی ہے، مگر کچھ دیر کے بعد فسخ کرنے کا اختیار نہ رہے گا۔

مولانا محمد امین کا موقف ہے کہ:.......

زیر ولایت لڑکی کا نکاح ولی نے اس کی نابالغی کے زمانہ میں کردیا، لیکن اس نکاح سے وہ مطمئن نہیں اور خوش نہیں تو اس نکاح کو وہ فسخ کرا نہیں سکتی اگر باپ یا دادا نے کیا ہے (ہدایہ ۲/۲۹۷، عالمگیری ۲/۴۹۸، درمختار ۲/۳۴)۔

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے نکاح کیا اور جس کے ساتھ کیا وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا تو اس صورت میں صحیح ہوگا، مگر بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھے اور چاہے مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرکے توڑ ڈالے۔ اگر اس ولی (باپ دادا کے سوا) نے لڑکی کا نکاح کسی کم ذات والے مرد سے کردیا یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کردیا تو سرے سے نکاح ہی نہیں ہوا (درمختار بر حاشیہ شامی ۱/۵۰۱)۔

محبوب کا حسن ہی عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے۔ ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہوتا ہے